دیونِ عصرِ حاضر اور زکوۃ کے مسائل

مفتی محمد رفیق الحسنی

ڈوبے ہوئے قرض پر زکوۃ نہیں ہے اور وہ قرض زکوۃ میں محسوب نہیں ہوسکتا:

ڈوب جانے والے قرض پر زکوۃ نہیں ہے کیونکہ وہ ہلاک شدہ مال یا مال ضمار کی طرح ہوتا ہے نیز قرض میں ڈوبی اور پھنسی ہوئی رقم میں یہ نیت کر لینا کہ وہ زکوۃ کی مد میں شمار ہو اور زکوۃ ادا ہو جائے جائز نہیں ہے۔ نیز اگر کسی فقیر پر صاحب مال کا دَین ہو اور صاحب مال زکوۃ کی نیت سے فقیر کا دین ساقط کر دے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ کی ادا میں تملیک فقیر یعنی قبضہ دینا شرط بلکہ رکن ہے اور دَین سے اسقاط اور ابراء میں قبضہ ممکن نہیں کیونکہ دَین وصف ہوتا ہے لہذا ان سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ صاحب زکوۃ یہ کرسکتا ہے کہ فقیر کو مزید زکوۃ کی رقم دے کر پھر فقیر پر واجب دَین کی مد میں واپس کرلے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور فقیر کا دَین بھی ادا ہو جائے گا۔ عنقریب زکوۃ کی مصارف میں اس کا ذکر آئے گا۔

حصص و شیئرز کی زکوۃ:

سودی بنکوں اور سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے حصص کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے وہ لوگ جو غیر سودی کمپنیوں کے غیر سودی حصص کا کاروبار بطور تجارت کرتے ہیں ان پر مال تجارت کی طرح حصص کی مارکیٹ ویلیو کے مطابق قیمت پر زکوۃ واجب ہے اور کمپنیوں کے مالکان پر کمپنی کے جامد اثاثہ جات کے علاوہ حاصل ذاتی آمدنی کے مقدار پر زکوۃ واجب ہوگی۔

پرائز بانڈ پر زکوۃ کا حکم:

پرائز بانڈ کا کاروبار جائز ہے اور اس میں حاصل انعام بھی جائز ہے۔ اور حلال ہے ہم نے رفیق الفقہاء میں اس مسئلہ کو تفصیل سے تحریر کیا ہے لہذا پرائز بانڈز پر بھی زکوۃ واجب ہے۔

☆علیك بالمشي والرياضة واجتنب الكسل والخمول واهجر الفراغ والبطالة.☆

مکانات اوردوکانوں اورفلیٹوں پرزکوۃ کاحکم:

تجارت کی نیت سے خریدکردہ یاتیارکردہ مکانوں اوردوکانوں اورفلیٹوں کے مالکان پرہرسال مارکیٹ ویلیو قیمت کے مطابق زکوۃ واجب ہے اورتجارتی مکانوں اوردوکانوں اورفلیٹوں سے حاصل کرایہ پرزکوۃ واجب ہے اورذاتی رہائش کے مکانات اورفلیٹس کی ویلیو قیمت پرزکوۃ واجب نہیں ہے جیساکہ ہم ذکرکرچکے ہیں۔آج کل کےعرف اورتعامل کی وجہ سےتجارت کی نیت سےخریدکردہ غیرتیارشدہ مکانوں اوردوکانوں اورفلیٹوں کی مالیت پربھی زکوۃ واجب ہے۔اگرچہ ابھی تک ان کی تعمیرمکمل نہیں ہوئی۔رجسٹریشن فائل پرقبضہ خریدکردہ مال پرقبضہ ہوتاہے کیونکہ آج کل یہ کاروبار سرمایہ کاری اورتجارت اورمال بڑھانے کانہایت نفع بخش اورمحفوظ طریقہ ہے۔کہ تعمیرسے پہلے بکنگ کراکے مکان اورفلیٹ وغیرہ خریدکرلیاجائے اس لئے ان کی ہرسال مارکیٹ ویلیوز پرزکوۃ فرض ہوگی۔

جواہرات کی زکوۃ کاحکم:

قیمتی ہیرے اورجواہرات اگرگھرمیں استعمال کے لئے ہیں ان پرزکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہیں اوراگربطورتجارت ہیں ان کی زکوۃ واجب ہے۔اوراگرکسی نے جواہراستعمال کرنے کے لئے خریدے مگراس کی نیت میں ہے اگران میں قیمت خرید سے زیادہ نفع ملنے لگاتوان کوفروخت کردونگا' ایسے جواہرپرزکوۃ واجب نہیں ہے۔درمختارمیں ہے:''اشتری شیئا للقنیة ناویاان وجدربحاباعه لازکوۃعلیه'' (درمختار)یعنی کسی شخص نے استعمال کے لئے کوئی چیزخریدی اس نیت سے کہ اگرنفع پائے گاتواسے فروخت کردے گااس پرزکوۃ نہیں ہے' کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہے مال تجارت میں شرط یہ ہے کہ عقدبیع یااجارہ کےوقت کنفرم نیت کرلی جائے کہ خریدکردہ شےکونفع پرفروخت کیاجائے گاوہ مال تجارت ہوتاہے۔مشکوک نیت سے خریدکردہ مال تجارتی نہیں ہوتااوراس پرزکوۃ واجب نہیں ہوتی۔اگرعزم اورکنفرم نیت سے تجارت کے لئے خریدکردہ مال یاپلاٹ اس امیدپراپنے پاس دس سال تک محفوظ رکھاجائے کہ ابھی منافع کم ملے گاجب نفع زیادہ ملے گااس مال کوفروخت کردوں گا' ہرسال اس مال کی زکوۃ واجب ہوگی۔بلکہ اگراس تجارتی مال کوبالتبع استعمال بھی کرتارہے پھربھی زکوۃ واجب ہوگی۔جیساکہ ہم نے شامی سےنقل کیاہے۔لہذاشوروموں میں تجارتی گاڑیوں کواگرمالک استعمال بھی کرتارہے ان کی زکوۃ مالک پرواجب ہوگی۔(نوٹ:قنیہ کامعنی

استعمال کرنا ہے' اسٹور میں رکھنا نہیں۔)

جہیز کے لئے تیار زیورات کی زکوۃ کا حکم:

آج کل رواج اور لوگوں کا تعامل ہے غیر شادی شدہ اولاد کے لئے سونے چاندی کے زیورات شادی سے پہلے بنوا لیتے ہیں اگر والدین نے تیار کردہ زیورات یا خام سونے کا اولاد کو اس طرح مالک بنادیا ہے کہ اولاد کو اختیار ہے اولاد چاہے تو انہیں فروخت کردے اور چاہے تو محفوظ رکھے اور والدین اولاد کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہ کرسکیں کیونکہ مالک بنانے کا یہی مفہوم ہے' ان زیورات کی زکوۃ والدین پر واجب نہیں ہوگی کیونکہ والدین تیار کردہ یا خرید کردہ زیورات اولاد کو گفٹ کرنے کے بعد زیورات کے مالک نہیں رہے پھر اگر اولاد بالغ ہے ان پر اپنے زیورات مملوکہ کی زکوۃ واجب ہوگی اور اگر بچے نابالغ ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

یادرہے کہ تیار کردہ یا خرید کردہ زیورات بچوں کی طرف صرف نسبت کرنے سے والدین کے ملک سے خارج نہیں ہوتے' والدین پر ان کی زکوۃ ہر سال واجب ہوتی رہے گی۔ یہی حکم محفوظ کرنسی کا ہے مگر زیورات اور کرنسی کے علاوہ جہیز کے لئے تیار شدہ کپڑے اور صوفے وغیرہ پر زکوۃ نہیں ہے۔

حج کے لئے محفوظ رقم کی زکوۃ کا حکم:

حج کے لئے محفوظ رقم پر اگر سال گذر چکا ہے' اس پر زکوۃ واجب ہے جب تک حاجی کا سفر شروع نہیں ہوتا اس وقت تک حج کے لئے حکومت یا ٹریول ایجنٹوں کے پاس رقم بطور قرض ہوتی ہے۔ اس میں حکومت اور ایجنٹوں کو مالک کی جانب سے سفر شروع ہونے سے پہلے تصرف کی اجازت ہوتی ہے۔ جس مال میں دوسرے آدمی کو تصرف کی اجازت ہو وہ قرض ہوتا ہے یہ امانت نہیں ہوتی۔ اگر یہ رقم امانت ہوتی اور تلف ہوجاتی تو اس کی ضمان واجب نہ ہوتی حالانکہ حاجی سفر نہ کرسکے تو اس کی رقم اسے واپس ملتی ہے اور اگر حکومت یا ایجنٹوں سے ضائع ہوجائے پھر بھی رقم واپس ملتی ہے لہذا حاجی پر اس رقم کی زکوۃ واجب ہوگی۔

زکوۃ کے وجوب کا چھٹا سبب:

زکوۃ کے وجوب کے ظاہری اسباب سے چھٹا سبب مال کا نامی ہونا ہے یعنی وہ مال بڑھنے

☆جدد حیاتك، ونوع اساليب معيشتك، وغير من الروتين الذى تعيشه۔ ☆

والا ہو پھر بڑھوتری (نمو) کی دو قسمیں ہیں نمو حقیقی اور نمو تقدیری ،نمو حقیقی تین اموال میں ہوتا ہے حیوانات سائمہ (چراگاہوں میں چرنے والے جانور) اور مال تجارت اور نقود، جانوروں میں توالد اور تناسل سے اضافہ ہوتا رہتا ہے اور مال تجارت میں منافع بڑھنے سے اضافہ ہوتا ہے اور نقدین اور سونا اور چاندی اور کرنسی میں قیمت بڑھنے سے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور نمو تقدیری یہ کہ مال میں اضافہ اور بڑھوتری پر قدرت حاصل ہو خواہ وہ مال مالک کے قبضہ میں بالفعل ہو یا مستقبل میں اس کے قبضہ میں آئے۔ اس کی مثال دَین میعادی اور غیر میعادی کے ساتھ دی جاتی ہے کیونکہ مدیون کے قبضہ میں ہونے والے دَین پر مالک کو تقدیراً قدرت حاصل ہوتی ہے کہ اگر دَین غیر میعادی ہے تو اس کو کسی وقت واپس لیکر بڑھا سکتا ہے اور اگر میعادی ہے میعاد کے بعد واپس لے کر بڑھا سکتا ہے اس لئے دَین کی زکوۃ مالک پر واجب ہوگی کیونکہ دَین مال نامی ہے مال مفقود اور دَین مجحود جس کا کوئی ثبوت نہیں اور غیر معروف آدمی کے پاس امانت یہ کہ اجنبی آدمی اور انجان آدمی کو کہا جائے یہ مال اپنے پاس رکھیں، فلاں تاریخ کو واپس آکر لے لوں گا اور اجنبی آدمی نہ ملے اور اس کا پتہ نہ چلے اور مالک اس سے مایوس ہو جائے اور ظالم حاکم کے پاس غصب شدہ مال کی طرح دَین نہیں ہے۔ یہ سب اموال غیر نامی اور اموال ضمار ہیں اس لئے ان اموال پر زکوۃ واجب نہیں ہے مگر دَین مال نامی میں داخل ہے، مال ضمار نہیں، اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

آج کل بڑے بڑے شہروں کراچی لاہور اسلام آباد وغیرہا میں لینڈ مافیا کا دور ہے لوگوں کے ذاتی پلاٹوں اور مکانوں پر اسلحہ کے ذریعے جبراً قبضہ کرلیا جاتا ہے اور مالکوں کے پاس ان پلاٹوں اور مکانوں کے مالک ہونے کے گواہ اور الاٹمنٹ کے دستاویزی ثبوت بھی موجود ہوتے ہیں مگر غریب مالکوں کا وڈیروں اور جاگیرداروں سے عدالت کے ذریعے بھی پلاٹ یا مکان واپس لینا ناممکن ہوتا ہے اگر مالکان کو پلاٹ یا مکان واپس ملنے کی امید نہ ہو اور یہ پلاٹ یا مکان تجارت کے ہوں تو مقبوضہ مکان یا پلاٹ مال ضمار میں شمار ہوں گے اگر اتفاق سے واپس مل جائیں، مالکوں پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، واپسی کے بعد نئے سال مکمل ہونے پر زکوۃ واجب ہوگی۔

بینکوں میں رکھی گئی منقولہ اشیاء کا حکم:

منقولہ اشیاء سونا یا چاندی بھی بینکوں میں رکھ کر قرض لیا جاتا ہے یہ عام رواج اور عرف ہوگیا ہے۔ بنکوں

☆ اهجر المنبهات والاكثار منها كالشاهى والقهوة ،واحذر التدخين والشيشة وغيرها. ☆

میں بطورِ زرضمانت رکھے گئے سونے اورچاندی کا حکم رہن والا ہوگا۔ بنکوں میں رکھے گئے سونے اورچاندی کی زکوۃ مالک پرواجب نہیں ہوگی مگراس سونے یاچاندی کی ضمان پرحاصل کردہ قرض کی زکوۃ قرض دہندہ بنکوں پر واجب ہوگی بشرطیکہ اس کانصاب دَین سے زائد ہو۔ سونااورچاندی اگررہن ہوتو محبوس بالدَین ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوتا ہے، راہن پراس کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ چنانچہ فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام نے ذکرفرمایا کہ سونااورچاندی خلقی مال تجارت ہیں، اگررہن بھی ہوں، ان پرزکوۃ واجب ہونی چاہئے تھی۔ آپ نے فرمایا، مگررہن ہونے کی صورت میں سونااورچاندی کالعدم ہوتا ہے اورمعدوم پرزکوۃ واجب نہیں ہوتی چونکہ بنکوں میں رکھے گئے سونے اورچاندی کے زیورات میں بنکوں کوتصرف کی اجازت نہیں ہوتی اس لئے زیورات قرض نہیں ہوتے بلکہ امانت اوررہن ہوتے ہیں اوررہن پرزکوۃ نہیں ہوتی۔

انکارشدہ دَین کاحکم:

اگرمدیون نے دَین کاانکارکردیا تھااوراس پرگواہ یادستاویزی ثبوت موجود نہیں تھے مدت کے بعدمدیون نے اقرارکرلیا یہ دَین بھی مال ضمار میں شمار ہوگا کیونکہ اس کے واپس ملنے کی امید نہیں تھی اورملک باقی تھالہذا اس دَین پرگذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (درمختار)

ہدایہ میں ہے:

"ولوكان الذين على مقرملئى اومعسرتجب الزكوة لامكان الوصول اليه ابتدا اوبواسطة التحصيل " (ہدایہ مع فتح القدیر، مکتبہ سکھر۔ ص:۱۲۳/۲)

یعنی اگردَین غنی پرواجب ہواوروہ اس کااقرارکرتا ہے یا تنگ دست اورفقیر پردَین واجب ہے اوروہ اقرارکرتا ہے اس دَین کی زکوۃ مالک پرواجب ہوگی۔

(بشرطیکہ نصاب بنتا ہو یادوسرے مال کے ساتھ مل کرنصاب بن جائے) کیونکہ غنی پردَین تک مالک ابتدا میں پہنچ سکتا ہے اورفقیر تنگ دست پردَین تک مالک کوپہنچنا بھی ممکن ہے کیونکہ فقیر کسب وغیرہ سے دَین اداکرنے کی طاقت حاصل کرلے گالہذا غنی یافقیر پرواجب دَین کے قبضہ کے بعد صاحب دَین پرگذشتہ سالوں کی زکوۃ بھی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ دَین قوی ہو یامتوسط ہوکیونکہ دَین ضعیف میں گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔

☆اعتنِ بنظافة ثوبك وحسن رائحتك وترتيب مظهرك مع السواك والطيب. ☆

زکوۃ واجب ہومگرقربانی واجب نہ ہو:

دَین پرزکوۃ کے وجوب کی علت (امکان حصول یاتحصیل) کے متعلق صاحب عنایہ لکھتے ہیں'علامہ تمرتاشی نے کہاہے کہ صاحب ہدایہ نے زکوۃ کے وجوب کی علت امکان حصول تو ذکرکردی ہے مگراس علت کی وجہ سے قربانی کے وجوب کاذکرنہیں کیا۔کیونکہ بعض علماء نے کہاایسے مدیون پرقربانی واجب نہیں ہوگی جس کے پاس دَین مملوک کے علاوہ غنا کے معیار کانصاب نہیں ہے۔زکوۃ کے وجوب اورقربانی کےعدم وجوب کے متعلق صاحب عنایہ تحریرفرماتے ہیں:

"لان الملک یکفی لوجوبهامع وجودالتمکن من الوصول الیه کابن السبیل وفی الاضحیة لایکفی بدلیل ابن السبیل فانها لاتجب علیه"(ص:۱۲۳ حاشیه)

ترجمہ: کیونکہ زکوۃ کے وجوب کے لئے مال کامالک ہونا کافی ہوتاہے جب مال تک پہنچنے اوروصول کی قدرت موجودہوجیسے مسافر کے لئے اورقربانی میں صرف ملک اوروصول کی قدرت کافی نہیں ہوتی اس کی دلیل بھی مسافر ہے ۔مسافر (اگرچہ غنی ہو)اس پرقربانی واجب نہیں ہوتی لہذاصرف دَین کے نصاب کے مالک پرقربانی واجب نہیں ہوگی اورزکوۃ واجب ہوگی۔دَین کی وجہ سے وہ شخص ایساغنی نہیں ہوگاجس پرقربانی واجب ہو۔

ملک رقبہ اوریدکامفہوم:

وصول اورتحصیل کے کلمات سے معلوم ہواکہ ملک رقبہ کامفہوم یہ ہے کہ مال آدمی کے ملک میں ہواورملک یدکامفہوم یہ ہے کہ آدمی مال کاحقیقی مالک ہونے کے ساتھ ساتھ مال میں خودمتصرف ہویااس کے اذن سے مدیون متصرف ہواور مال تک وصول کی قدرت بھی حاصل ہواسی کوملک تام کہتے ہیں جیسے مسافر کے مال کامسئلہ ہے کہ مسافر کے قبضہ میں مال نہیں ہوتامگرمسافرکواس مال پرملک یدحاصل ہوتاہے کیونکہ مال مسافر کے نائبین کےتصرف میں ہوتاہےاورمال تک مالک کوپہنچناممکن ہے۔لہذامسافرکواپنے مال پرملک کامل حاصل ہوتاہےاوراگرمال کےحصول کےامکان کی امیدنہ ہووہ مال ضمارہوتاہے'اگرامیدہووہ مال ضمارنہیں ہوتا۔اسی لئےفقیرپردَین بھی مال ضمارمیں داخل نہیں ہوتا۔

لہذابعض علماء کایہ کہناصحیح نہیں کہ جی پی یاپراویڈنٹ فنڈپرمالک کاملک تام اورملک یدنہیں ہوتاکیونکہ

☆لاتقرابعض الکتب التی تربی التشاؤم والاحباط والیاس والقنوط.☆

ملک ید (قبضہ) کا مفہوم یہ نہیں کہ قبضہ بالفعل اور بلا واسطہ ہو بلکہ مفہوم یہ ہے کہ مال تک وصول ممکن ہو حالاً یا مآلاً (حال میں یا مستقبل میں) حالاً جیسے غنی میں ہوتا ہے اور مآلاً جیسے فقیر یا مفلس پر دَین میں ہوتا ہے اور مال خود مالک یا اس کے ماذون کے تصرف میں ہو۔

دیوالیہ کے دَین کا حکم:

اگر فقیر کو قاضی (جج) نے دیوالیہ قرار دیا اس میں امام محمد کا قول یہ ہے مفلس (دیوالیہ قرار دیا گیا) کے دَین میں صاحب دَین پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ دیوالیہ قرار دیے گئے دَین کی واپسی کی امید ختم ہوگئی ہے لہذا یہ دَین مال ضمار کی طرح ہوگا مگر امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قاضی کا فیصلہ فلاں آدمی دیوالیہ اور مفلس ہے کوئی چیز نہیں دیوالیہ پر دَین کی زکوۃ دَین کے صاحب پر واجب ہوگی کیونکہ مال غاد اور رائح ہوتا ہے یعنی مال صبح چلا جاتا ہے اور شام کو آجاتا ہے مال آنی جانی چیز کا نام ہے۔ مفلس کے دَین پر وجوب زکوۃ میں ابو یوسف امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں قاضی کی جانب سے تفلس اگرچہ متحقق ہے مگر دَین کا محل ذمہ ہے مال نہیں اور مطالب موجود ہیں حتی کہ صاحب دَین کو مفلس کے ساتھ لازم اور چمٹے رہنے کا حق حاصل ہے ملازمۃ کے حق کا باقی رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ دیوالیہ پر دَین باقی ہے لہذا جب صاحب دَین مفلس سے دَین پر قبضہ کرے گا اسے سابقہ سالوں کی زکوۃ دینا ہوگی۔ (ص: ۲/۱۲۴۔ باب الزکوۃ)

اگر دَین جاحد اور منکر پر لازم ہے اس پر گواہ نہیں اور دستاویزی ثبوت بھی نہیں ہیں اور انکار پر قاضی کی عدالت میں قسم اٹھالیتا ہے ایسا دَین اگر واپس مل جائے اس دَین پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی اور اگر گواہ موجود ہوں یا قاضی کو علم ہے کہ فلاں آدمی پر فلاں کا دَین واجب ہے امام محمد کے قول پر ایسا دَین مل جائے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ علامہ شامی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ ہر قاضی عدل کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ گواہ عادل میسر ہوتے ہیں عدالتوں کی تذلیل سے بچنے کے لئے بہت لوگ صاحب حق ہونے کے باوجود عدالتوں کا رخ نہیں کرتے لہذا یہ دَین بھی مال ضمار کی طرح ہے قبضہ کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی مگر شیخین کے قول پر گذشتہ سالوں

کی زکوۃ واجب ہوگی۔

غنی اور فقیر اور مفلس پر دَین میں صاحب دَین پر وصول کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ تب واجب ہوگی جب یہ دَین قوی ہو یا متوسط ہو اور اگر دَین ضعیف ہو تو اس دَین کی گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ایک عجیب صورت:

اگر کسی غنی کا فقیر پر ایک ہزار دینار دَین لازم ہے فقیر ایک دینار سے ایک ہزار دینار کا دَین خرید کرلے اور پھر غنی ایک دینار لیکر فقیر کو ہبہ کردے پھر بھی غنی پر ایک ہزار دینا رکی زکوۃ واجب ہوگی۔ کیونکہ غنی کا دَین کے بدل ایک دینار پر قبضہ گویا ایک ہزار پر قبضہ ہے لہذا غنی پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ بھی واجب ہوگی کیونکہ دَین وصول ہوگیا (شامی)

اگر غنی کا دوسرے آدمی پر دین واجب تھا غنی نے دین کسی دوسرے آدمی کو ہبہ کردیا اور اسے قبضہ کا وکیل بنالیا' موہوب لہ نے دین پر قبضہ کرلیا دین ہبہ کرنے والے مالک پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ وکیل کا قبضہ مالک کا قبضہ ہوتا ہے لہذا دین وصول ہوگیا۔ (ص:۳/۱۸۵۔دارالباز)

ذکر کردہ دَین کی سب صورتوں میں دَین کے وصول کے بعد صاحب دَین کو گذشتہ سالوں کی زکوۃ کا ادا کرنا واجب ہوگا۔ اگرچہ نفس وجوب ہر سال مکمل ہونے پر لازم ہوجاتا ہے اور اگر دَین کے وصول اور قبضہ سے پہلے کوئی شخص واجب دَین کی زکوۃ ادا کرتا ہے تو پھر بھی زکوۃ ادا ہوجاتی ہے۔

دَین کے استہلاک کا حکم:

استہلاک یعنی دَین کو سال کے بعد قصداً اپنے ملک سے نکالنے کا حکم بھی وصول اور قبضہ کا ہوتا ہے مثلاً کسی آدمی پر دَین کی کئی سالوں کی زکوۃ واجب تھی اس نے مدیون کو دَین سے بری کردیا یعنی اسے دَین معاف کردیا' دَین کے صاحب کو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگی کیونکہ صاحب دَین کی طرف سے مدیون کو بری کرنا استہلاک اور تعدی ہے جو کہ قبضہ کے حکم میں ہے۔ (شامی 'ص:۳/۱۸۵)